فرض حج کو والدین کے حج یا بیٹی کی شادی پر موقوف نہ کیا جائے

مفتی اعظم پاکستان **مفتی منیب الرحمن**

سوال: لوگوں میں رجحان پایا جاتا ہے کہ اگر والدین نے حج وعمرہ نہیں کیا، گھر میں جوان بیٹیاں شادی کی عمر کو پہنچ گئی ہوں، تو پہلے والدین کو حج یا عمرہ کرائے، بیٹی کی شادی کرے، پھر وہ خود حج یا عمرہ کرسکتا ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟، (قاضی محمد اشرف، قصبہ، کراچی)۔

جواب: حج واجب ہونے کی آٹھ شرائط ہیں، ان میں سے کوئی ایک شرط بھی ایسی نہیں جس سے یہ مسئلہ اخذ کیا جاسکے کہ والدین کو حج کرائے بغیر یا بیٹی کی شادی کیے بغیر کوئی شخص اپنا حج نہیں کرسکتا۔ علامہ نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ترجمہ: ’’اتنا مال ہے، جس سے حج کرسکتا ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے، تو حج کرے، نکاح نہ کرے، اس لیے کہ حج ایسا فریضہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر فرض کیا ہے، ’’تبیین‘‘ میں اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، ص:217)‘‘

درمختار میں ہے:

ترجمہ: ’’الاشباہ والنظائر میں ہے: ایک آدمی کے پاس ہزار درہم ہیں اور اسے مجرد رہنے سے گناہ کا خوف ہے، اگر یہ ہزار درہم شہر کے لوگوں کے حج پر جانے (یعنی موسمِ حج) سے پہلے ہوں تو اسے شادی کرلینی چاہیے۔ اگر اس کے پاس یہ رقم لوگوں کے حج کے لیے روانہ ہونے کے وقت (یعنی موسمِ حج میں) ہو تو اس پر حج لازم ہوگا اور حج کے واجب ہونے کے

لیے شرط یہ ہے کہ مال اس کے زیرِ کفالت افراد کے نفقہ سے زیادہ ہو، کیونکہ اس کے حج سے واپس آنے تک بندے کا حق مقدم ہے اور ایک قول کے مطابق حج سے واپسی کے ایک دن بعد تک اور ایک قول کی رُو سے ایک ماہ تک کے کفایت کرے''۔ اس کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: ترجمہ: ''الاشباہ والنظائر میں یہ قول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ حج شادی پر مقدم ہے اور مذکورہ تفصیل کو صاحبِ ہدایہ نے ''التجنیس'' میں ذکر کیا ہے اور ''ہدایہ'' میں اسے مطلق ذکر کیا ہے اور اس سے یہ استشہاد کیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (استطاعت پر) حج فوری واجب ہوتا ہے۔ اس کا مقتضا یہ ہے کہ حج کو نکاح پر مقدم کیا جائے گا اگرچہ شہوت کی زیادتی کے وقت شادی کرنا واجب ہوتا ہے۔ ''العنایہ'' میں اس کی صراحت ہے۔ حالانکہ اس وقت یہ حوائج اصلیہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے ابن کمال پاشا نے اپنی شرحِ ''ہدایہ'' میں اس پر اعتراض کیا ہے کہ شہوت کے غلبہ کے وقت تو نکاح بالاتفاق حج پر مقدم ہوگا کیونکہ اس کے ترک میں دو خرابیاں ہیں: ایک فرض کو ترک کرنا اور دوسرا زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہونا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے (حج کو مقدم کرنے کا) جواب اس حالت کے بارے میں ہے، جس میں شہوت کا غلبہ نہ ہو، یعنی جب زنا کے تحقق کی حالت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ حالت مُتحقق ہو جائے تو شادی کرنا فرض ہوگا، مگر جب زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو نکاح واجب ہوگا، فرض نہیں ہوگا۔ پس شادی پر حج فرض مقدم ہوگا، پس اس مسئلے کو سمجھنا چاہیے، (حاشیہ ابن عابدین، جلد 6، ص: 477، دمشق)''۔

الغرض کوئی عاقل بالغ مسلمان صاحبِ استطاعت ہے، تو وہ حج کو اس لیے مؤخر نہ کرے کہ ابھی والدین نے حج نہیں کیا یا ابھی بیٹی کی شادی نہیں ہوئی، والدین اگرچہ خود صاحبِ استطاعت ہیں تو ان پر اپنے مال سے حج کرنا فرض ہے،

اولاد پر انہیں حج کرانا فرض نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اولاد کو وسعتِ مال سے نوازا ہے اور والدین کو حج کروادیں تو یہ ان کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ترجمہ: ''اگر وہ حج کو اختیار کرے تو وہ حج وجوب کے ساتھ مُتصف ہوگا، اور بعض اوقات حُرمت کے ساتھ مُتصف ہوگا، جیسے کہ کسی نے حرام مال سے حج کیا اور بعض اوقات کراہت سے مُتصف ہوگا، جس طرح وہ شخص جس نے ان لوگوں کی اجازت لیے بغیر حج کیا، جن سے اجازت لینا واجب ہوتی ہے''۔اس کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: ترجمہ: ''جیسے اس کے والدین میں سے کوئی ایسا ہو، جسے اس کی خدمت کی ضرورت ہو اور (والدین نہ ہوں تو) دادا، دادی والدین کی طرح ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایسا مقروض جس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کوئی مال نہ ہو، اسی طرح ضامن اگرچہ اجازت کے ساتھ ہو، ان لوگوں کی اجازت کے بغیر اس کا حج کے لیے نکلنا مکروہ ہوگا، ''فتح القدیر'' میں اسی طرح ہے۔اس کا ظاہر معنی یہ ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے، اسی وجہ سے شارح نے وجوب سے تعبیر کیا۔

''اَلْبَحْرُ الرَّائِق''میں ''اَلسِّیَرُ الْکَبِیْر'' کے حوالہ سے یہ اضافہ کیا ہے: ''اور اسی طرح اگر اس کی بیوی اور زیرِ کفالت افراد جن کا نفقہ اس کے ذمے ہے، اس کے حج پر جانے کو ناپسند کریں''۔ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام اس صورت میں ہے، جب اس حج کرنے والے کے پاس (مصارفِ حج کے سوا) اتنا مال نہ ہو، جو وہ اپنی عدم موجودگی کے عرصے کے لیے انہیں نفقہ کے طور پر دے۔''البحر الرائق''میں لکھا: یہ سب فرض حج کی بابت ہے، جہاں تک نفل حج کا تعلق ہے، تو والدین کی اطاعت مطلقاً اَولیٰ ہے، جس طرح ''اَلْمُلْتَقَط''میں اس کی تصریح ہے، سنی فاؤنڈیشن

(حاشیہ ابن عابدین شامی، جلد 6،ص:458-457، دمشق)''